

مرزا قادیانی محمدی بیگم کی حیض والی شلوار منگوا کر سونگھتا رہا

مرزا قادیانی

مسیح سُوتھن سنگھ

مفتی سید مبشر رضا قادری

نبوت کے جھوٹے مدعی، قادیانی کذاب کی زندگی کے ایک پہلو پر مفصل تحریر

مرزا قادیانی

مسیح تھوتھن سنگھ

مفتی سید مبشر رضا قادری

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم و جامعہ ختم نبوت گوجرانوالہ


+923247448814

مرزا قادیانی مسیح سُوتھن سنگھ

تاریخِ قادیانیت میں محمدی بیگم کا واقعہ ایک منہ زور مگر المناک داستان کے طور پر رقم ہے جسے ہم نے تفصیل سے دیکھا ہے۔ یہ وہ واقعہ ہے جس نے نہ صرف مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے اور شخصی مزاج کا اصل چہرہ بے نقاب کیا بلکہ اس جماعت کے عقائد میں موجود تضادات اور بے ثباتی کو بھی سامنے رکھا۔

محمدی بیگم کا واقعہ، عشق سے الہام تک

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بیوی حرمت بی بی کے بعد محمدی بیگم کی طرف کشش محسوس کی، جو دراصل ان کے ماموں زاد بھائی کی بیٹی تھی یعنی خاندانی طور پر کہیں نہ کہیں وہ اپنے خون کے تعلق میں تھی۔

یہ کشش دراصل عشقیہ اور نفسیاتی نوعیت کی تھی، جو بعد میں اس نے الٰہی الہام کا نام دے دیا۔ قادیانی دستاویزات میں وہ خود بتاتا ہے کہ اسے الہام ہوا کہ یہ عورت اس کی "آسمانی منکوحہ" ہے یعنی وہ اس سے نکاح کرے گا جو اس کا الٰہی فیصلہ ہے۔

یہاں سب سے پہلی بات قابلِ غور ہے کہ اسلام میں کسی بھی الٰہی پیغام یا وحی کے لیے سخت شرائط ہیں، جن میں حقیقت، ثبات، اور ثابت ہونے والی پیشگوئی کا پورا ہونا ضروری ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے معاملے میں یہ دعویٰ نہ صرف انسان کے ذاتی جذبات پر مشتمل تھا، بلکہ اس نے اسے دین اور الہام کی جہت دینے کی کوشش بھی کی جو بالکل بے بنیاد تھی۔

الہامات، اشتہارات اور دھمکیاں

مرزا قادیانی نے صرف دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ اشتہارات، خطوط، اور پیشگوئیوں سے اس

دعوے کو ثابت کرنے کی بے تحاشا کوششیں کیں۔ وہ اپنے رشتہ داروں کو دباؤ میں ڈالنے، لالچ دینے، جائیداد اور عہدوں کی پیش کش کرنے سمیت پورے خاندان کو اثر انداز ہونے کی کوشش میں لگا رہا۔

ان خطوط میں تلفظات اور دھمکیوں کی زبان تک شامل تھی جیسا کہ اس نے واضح طور پر لکھا کہ اگر محمدی بیگم سے نکاح نہ ہوا تو نقصان، مشکلات اور حتیٰ کہ سخت نتیجے آئیں گے۔

یہ ایک بداخلاق رویہ تھا جس میں مذہبی دعویٰ کے نام پر ذاتی خواہشات، دباؤ، لالچ اور نفسیاتی تکلیفیں شامل تھیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حقیقی وحی۔

پیشگوئی کا ناکام انجام

مرزا قادیانی نے اپنے دعوے کے ثبوت کے طور پر متعدد پیشگوئیاں بھی پیش کیں۔ ان میں سے کچھ یہ تھیں:

☆محمدی بیگم کا اس سے نکاح ہونا

☆اس کے والد اور شوہر کا جلد انتقال ہونا

☆ان سب کے پورا ہونے تک خود مرزا قادیانی کا زندہ رہنا

لیکن حقیقت بالکل مختلف تھی:

☆محمدی بیگم کا نکاح سلطان محمد سے 7اپریل 1892ء کو ہوا۔

☆محمدی بیگم اور ان کے شوہر دونوں اپنی پوری زندگی تک زندہ رہے۔

☆مرزا قادیانی خود پیشگوئی کے اعلان کے بعد کئی سال تک اس دعوے میں سچا ثابت نہ ہو سکا اور آخر کار 1908ء میں مر گیا یعنی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔

یہ ناکامی صرف ایک معمولی غلطی نہیں تھی بلکہ اس کے الہام کی بنیاد ہی ایک خود ساختہ دعویٰ تھی، جسے اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دی لیکن عملی طور پر وہ ثابت نہ ہو سکا۔

ماہرین اور قادیانی جماعت کی رائے

کچھ قادیانی دانشوروں نے خود یہ اقرار کیا کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا تھا مگر وہ کامیاب نہ ہوا۔ مولوی محمد علی لاہوری قادیانی جیسی شخصیت نے بھی کہا کہ نکاح کے بارے میں بات کی تھی مگر وہ نہیں ہوا۔ اور یہی نتیجہ طے ہوا کہ محمدی بیگم کی حقیقت نے مرزا قادیانی کے دعوے کو بے نقاب کر دیا۔ یہ ایک ایسا دعویٰ جو نہ صرف علمی اعتبار سے کمزور تھا بلکہ انسانی جذبات اور نفسیاتی کشمکش پر مبنی تھا۔

یہ واقعہ صرف ایک عجیب داستان نہیں، بلکہ اس میں کئی اہم اسباق پوشیدہ ہیں: دین کا نام لے کر ذاتی خواہشات کو الہام ٹھہرانا بڑا خطرناک ہے۔ کسی بھی دعویٰ کی سچائی اس کے نتائج سے ثابت ہوتی ہے۔ محمدی بیگم کا رشتہ اور اس کی حقیقت نے ثابت کیا کہ مرزا قادیانی کے دعوے کا کوئی عملی، حقیقی یا الٰہی ثبوت موجود نہیں رہا۔ یہ واقعہ ایک سنجیدہ یاد دہانی ہے کہ مذہب اور ذاتی خواہشات میں فرق کو پہچانا جائے اور عوام کو حقائق کے ساتھ روشناس رکھنے کی ذمہ داری پوری کی جائے۔

حیض والی شلوار سونگھنے کا محرف واقعہ

> خلاصہ کلام یہ کہ سارا اعتراض پیشگوئی کی غرض نہ سمجھنے کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہے کیونکہ بدقسمتی سے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ پیشگوئی کی غرض یہ تھی کہ علم الٰہی کے ماتحت محمدی بیگم حضرت صاحب کے نکاح میں آجاوے اور بس۔ حالانکہ یہ غرض ہرگز نہ تھی بلکہ غرض یہ تھی کہ حضرت صاحب کے قریبی رشتہ داروں کو اقتداری نشان دکھایا جاوے اور مرزا احمد بیگ اور مرزا سلطان محمد کا ہلاک ہونا اور محمدی بیگم کا حضرت صاحب کے عقد میں آنا اس وقت کے حالات کے ماتحت اس قدرت نمائی کیلئے بطور

علامات کے تھے نہ کہ مقصود بالذّات ۔

☆(موجودہ ایڈیشن میں یہاں سے عبارت کو حذف کر دیا گیا ہے)

اگر اس جگہ یہ شبہ پیدا ہو کہ حضرت صاحب کے بعض الہامات میں ہے کہ محمدی بیگم بالآخر تیری طرف لوٹائی جاوے گی اور تمام روکیں دور کی جاویں گی وغیرہ وغیرہ ۔اور اس کو تقدیر مبرم کے طور پر ظاہر کیا گیا تھا تو اس کا یہ جواب ہے کہ اوّل تو یہ قطعی طور پر ثابت کرنا چاہیے کہ یہ سب الہامات حضرت مسیح موعود اور محمدی بیگم کے ہی متعلق ہیں ۔دوسرے اگر یہ سب الہامات محمدی بیگم اور حضرت صاحب ہی کے متعلق ہوں تو پھر بھی ان کو الگ الگ مستقل الہامات سمجھنا سخت نادانی ہے۔

(سیرت المہدی روایت نمبر 179، حصہ اول صفحہ 182،183)

شلوار سونگھنے کی اصل عبارت

اسی وجہ سے آپ اکثر محمدی بیگم کی حیض والی سلوار سونگھا کرتے تھے ۔

(سیرت المہدی 1935 تلف شدہ قدیم ایڈیشن، جلد اول صفحہ 200)

یہ اقتباسات متنی اختلاف، ایڈیشن کی تبدیلی، اور تاریخِ اشاعت کے واقعات سے متعلق ہیں۔

محمدی بیگم کے قضیے کے ساتھ ایک انتہائی چونکا دینے والی عبارت منسوب کی جاتی ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ سیرت المہدی کے 1935ء کے قدیم ایڈیشن میں چھپی اور پھر اسی بنا پر اس ایڈیشن کی کاپیاں واپس لے کر تلف کی گئیں، جب کہ بعد کے ایڈیشنوں میں وہ عبارت حذف یا بدل دی گئی۔ یہ دعویٰ اپنی نوعیت کے لحاظ سے غیر معمولی

ہے، اسی لیے اس پر گفتگو کرتے وقت دو اصول لازم ہیں:

(1) الزام کو الزام ہی کی حیثیت سے بیان کیا جائے، اور

(2) ساتھ ہی اس کے ماخذ، اس کے اختلافی پہلو اور اس پر اٹھنے والے سوالات واضح کیے جائیں۔

مؤرخانہ دیانت کا تقاضا یہ ہے کہ کسی بھی شخص خواہ وہ کتنا ہی متنازع کیوں نہ ہو کے بارے میں ایسی نسبتیں پیش کرتے وقت قاری کو بتایا جائے کہ یہ بات کس کتاب، کس ایڈیشن اور کس روایت نمبر کے حوالے سے کہی جا رہی ہے، اور یہ بھی کہ اس پر خود اسی روایت کے اندر یا بعد کی اشاعتوں میں کیا ردِعمل سامنے آیا۔ محمدی بیگم کے واقعے میں بنیادی بحث تین سطحوں پر چلتی ہے:

(اوّل) کیا واقعی ایسا کوئی جملہ قدیم ایڈیشن میں تھا اور بعد میں نکالا گیا؟

(دوم) اگر تھا تو اسے کیوں حذف کیا گیا کیا علمی تصحیح کے طور پر یا عوامی ردِعمل کے دباؤ پر؟

(سوم) اس حذف کے بعد قاری کو یہ حق کیسے دیا جائے کہ وہ دونوں متون کا تقابل کر کے خود نتیجہ نکال سکے؟

یہی وجہ ہے کہ سنجیدہ تحقیق میں اس طرح کے دعوؤں کو جذباتی زبان یا ذاتی گالیوں کے ساتھ نہیں بلکہ دستاویزی حوالوں، ایڈیشنز کے تقابلی مطالعے، اور ناشرین و مرتبین کے بیانات کے ساتھ پرکھا جاتا ہے۔ اس واقعے کو زیرِ بحث لاتے وقت مناسب طریقہ یہ ہے کہ قدیم اور جدید ایڈیشن کے صفحات، روایت نمبرز اور مدیرانہ نوٹس سامنے رکھے جائیں، یہ بتایا جائے کہ کس سال، کس مطبع سے کون سا ایڈیشن نکلا، اس میں کیا لکھا تھا اور بعد میں کیا بدلا گیا، اور پھر یہ سوال چھوڑ دیا جائے کہ آیا یہ تبدیلی علمی اصلاح تھی یا دفاعی حکمتِ عملی۔ اس طرح قاری کو جذباتی ابال

کے بجائے تحقیق کی بنیاد پر سوچنے کا موقع ملتا ہے اور تاریخ کو الزام تراشی کے بجائے شہادت اور دلیل کے ترازو میں تولا جا سکتا ہے۔

سیرت المہدی کے قدیم اور موجودہ ایڈیشن میں اختلاف

سیرت المہدی، جو قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کے حوالے سے لکھی گئی، کے قدیم ایڈیشن (1935) اور موجودہ ایڈیشن میں واضح فرق پایا جاتا ہے۔ قدیم ایڈیشن میں درج ایک انتہائی شرمناک اور بے حرمتی والی عبارت یہ تھی:

"اسی وجہ سے آپ اکثر محمدی بیگم کی حیض والی سلوار سونگھا کرتے تھے۔"

یہ عبارت نہ صرف ایک شریف عورت کے وقار کو شدید نقصان پہنچاتی ہے بلکہ ایک باعزت خاندان کی شرافت کو بھی بدنام کرنے کی حد تک فحش ہے۔

بعد کے ایڈیشنز میں اس عبارت کو مکمل طور پر حذف کر دیا گیا ہے۔ اس حذف کے پیچھے چند واضح اور قابل فہم وجوہات ہو سکتی ہیں:

1. بے شرمی اور بے حیائی:

واضح ہے کہ ابتدائی متن میں مرزا قادیانی کے بیٹے نے ایسی عبارت شامل کی جو ایک عورت کے نجی معاملات پر شرمناک الزام لگاتی ہے۔ یہ محض غیر اخلاقی نہیں، بلکہ ایک شریف اور معزز خاندان کو بدنام کرنے کی کوشش بھی ہے۔

2. جماعت کی بدنامی سے بچاؤ:

چونکہ عبارت میں قادیانی بانی کی بدنامی کے امکانات تھے، اس لیے بعد میں اسے ایڈیشن سے نکال کر جماعت اور بانی کی شبیہ کو بچانے کی کوشش کی گئی۔

3. تاریخی اور اخلاقی تصحیح:

موجودہ ایڈیشن میں عبارت کو حذف کرنا ایک واضح اقرار ہے کہ قدیم متن میں شامل

مواد نہ صرف فحش تھا بلکہ تاریخی یا اخلاقی اعتبار سے نا قابل قبول بھی تھا۔

بدنامی کی حکمت عملی: یہ معاملہ واضح کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی حرکتوں میں بے شرمی کی حد تک پیش رفت کی، حتیٰ کہ ایک شریف زادی اور خاندان کی شرافت کو ہدف بنایا۔

مواد کی غیر شائستگی: قدیم ایڈیشن میں شامل عبارت ایک عورت کی نجی اور حساس حالت (حیض) کو غیر مہذب انداز میں پیش کرتی ہے، جو نہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے اور نہ ہی انسانی اخلاقیات کے۔

ایڈیشن میں تبدیلی کی حقیقت: اس حذف کا مطلب واضح ہے کہ قادیانیوں نے اپنی کتاب سے وہ مواد نکالا جو جماعت یا بانی کے لیے منفی تاثر پیدا کرتا۔ یہ عملی طور پر ایک خود اعتراف ہے کہ ابتدائی عبارت غیر مناسب اور بدنامی کا سبب تھی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی حرکتیں ہمیشہ قابل اعتماد یا اخلاقی طور پر محفوظ نہیں رہیں۔ قدیم ایڈیشن میں شامل فحش اور بدنام کرنے والی عبارت کو بعد میں حذف کرنا ایک اعتراف ہے کہ ابتدائی مواد نہ صرف اخلاقی لحاظ سے نا قابل قبول تھا بلکہ محمدی بیگم کے شریف گھرانے کی توہین بھی تھی۔

قادیانی جماعت کے بانی نے ایک عورت اور خاندان کے وقار کو بدنام کرنے کے لیے انتہائی غیر شائستہ اور فحش انداز اپنایا، جس پر آج بھی سوال اٹھائے جا رہے ہیں۔

ہماری کتاب مرزا چوہڑہ اور مرزا قادیانی کا فحش طرزِ عمل

ہم نے اپنی کتاب مرزا قادیانی چوہڑہ میں واضح کیا تھا کہ چوہڑوں کے پسماندہ اور غیر مہذب معاشرتی طبقات میں ایسے رسم و رواج اور رویّے پائے جاتے رہے ہیں جو نہ صرف انسانی شرافت کے خلاف تھے بلکہ مذہبی اور اخلاقی اقدار سے بھی متصادم تھے مثلاً:

☆ عورت کے فطری ایام کو ناپاکی یا تقدیس کے غلط تصورات سے جوڑنا۔

☆ جنسی اور جسمانی معاملات کو بے حیائی اور بے شرمی کے ساتھ بیان کرنا۔
☆ عورت کی عزت اور نجی زندگی کو ہدفِ تضحیک بنانا۔

ہماری کتاب کا بنیادی دعویٰ یہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے افکار و تحریرات میں بھی اسی قسم کی ذہنیت اور مزاج جھلکتا ہے، جس کا ثبوت اس کی بعض تحریروں میں ملنے والے انتہائی غیر شائستہ اور اخلاق سے گرے ہوئے بیانات ہیں۔

سیرت المہدی کے قدیم ایڈیشن میں شامل یہ عبارت، جس میں ایک شریف عورت کے نجی اور فطری معاملات کو مذاق، طعن اور نفرت کا نشانہ بنایا گیا، اس بات کی واضح دلیل ہے کہ:

☆ مرزا قادیانی نے چوہڑوں کی طرح عورت کی عزت کو پامال کیا۔
☆ ایک شریف خاندان کو بدنام کرنے کی کوشش کی
☆ اور انسانی وقار کی تمام حدیں پار کر دیں۔

یہ محض اتفاق نہیں بلکہ اسی ذہنی اور فکری وراثت کا نتیجہ ہے جس کی طرف ہم نے اپنی کتاب میں اشارہ کیا تھا:

یعنی ایک ایسی سوچ جو حیاء اور شرافت کو کمزوری سمجھتی ہے، فطری انسانی معاملات کو فحش انداز میں اچھالتی ہے اور عورت کو عزت کے بجائے الزام اور تضحیک کا نشانہ بناتی ہے۔

بعد کے ایڈیشن سے اس عبارت کا حذف ہونا خود اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ عبارت ناقابل دفاع تھی، اخلاقی طور پر شرمناک تھی اور خود قادیانی جماعت کے لیے بھی باعثِ ندامت بن گئی۔ نتیجتاً ہمارا مؤقف وہی ہے جو ہم نے اپنی کتاب میں رکھا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے افکار و تحریرات میں وہی غیر مہذب، غیر اخلاقی اور بے حیائی پر مبنی طرزِ فکر جھلکتا ہے جسے کسی بھی شریف، باوقار اور دیندار انسان کے لیے قبول کرنا ممکن

نہیں، چہ جائے کہ کسی ایسے شخص کے لیے جو اپنے آپ کو نبی یا خدا کی طرف سے مامور کہلوانا چاہتا ہو۔

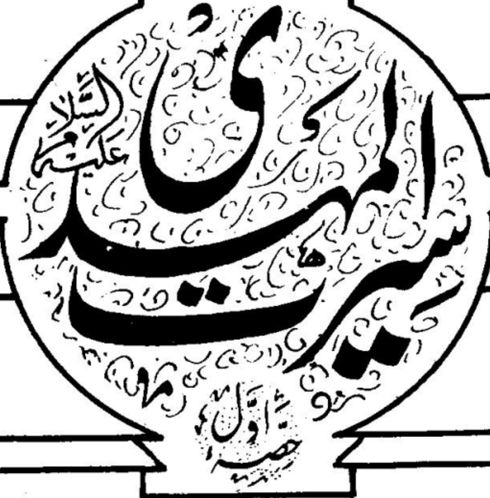
مرزا غلام احمد قادیانی سے منسوب قدیم ماخذ میں ایسی عبارت کا پایا جانا جس میں ایک عورت کے نہایت نجی اور فطری معاملے کو فحش اور تضحیک آمیز انداز میں بیان کیا گیا، نہ صرف انسانی شرافت کے خلاف ہے بلکہ اسلامی اخلاق کے بھی سراسر منافی ہے۔ قرآن نے ''وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا'' (لوگوں سے اچھی بات کہو) کا حکم دیا اور نبی ﷺ نے حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا، اس لیے کسی شریف عورت یا خاندان کے وقار کو اس طرح نشانہ بنانا کسی عام مسلمان کے لیے بھی ناقابل قبول ہے، چہ جائے کہ ایسے شخص کے لیے جو دینی قیادت یا الہامی نسبت کا دعویٰ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد کے ایڈیشنز سے اس طرح کے جملوں کا حذف ہونا خود اس بات کی علامت ہے کہ وہ مواد اخلاقی اور دینی معیار پر پورا نہیں اترتا، لہٰذا ہم قادیانیوں! کو خیر خواہی کے ساتھ دعوت دیتے ہیں کہ وہ قرآن وسنت کی طرف رجوع کریں، نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین مانیں، حیاء، عزتِ انسان اور پاکیزہ اخلاق کو ایمان کی بنیاد سمجھیں، اور اسلام کے اس سیدھے راستے کو اختیار کریں جس میں کسی کی تضحیک نہیں بلکہ سب کے لیے عدل، رحمت اور وقار ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم



ولقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون

الحمد للہ



حصہ اول

مرتبہ

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے سلمہ اللہ تعالیٰ

حسب فرمائش

مولانا المکرم معظم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل اول مدرس مدرسہ احمدیہ۔ قادیان

خاکسار محمد فخر الدین احمدی (ملتانی)، مہتمم احمدیہ کتاب گھر قادیان دارالامان کو شائع کرنیکا فخر حاصل۔

۱۹۲۳ء

بشیر احمد بسمل تحریر نمود

قیمت فی جلد عہ مجلد عہ

نظر انداز کئے جا سکتے تھے۔ مگر اس صورت میں پیشگوئی اظہار قدرت کے لئے نہ رہتی بلکہ علم ازلی کے اظہار کے ماتحت آجاتی۔ اور پیشگوئی کی اصل غرض ہی فوت ہو جاتی۔ اور اگر دوسرے طریق کو اختیار کیا جاتا تو یہ بات علاوہ کمال قدرت نمائی کے منافی اور سنت اللہ کے مخالف ہونے کے خدا کی مقدس ذات پر سخت اعتراض کا موجب ہوتی اور اس صورت میں بھی اصل غرض پیشگوئی کی باطل ہو جاتی۔ پس لا محالہ پیشگوئی کی غرض اظہار قدرت نمائی ثابت ہونے کے بعد ہم کو موخر الذکر دو طریقوں میں محدود ہونا پڑیگا۔ اور یہ دونوں طریق ایسے ہیں کہ سنت اللہ سے ثابت ہیں۔ تیسرے طریق پر تو کسی جرح کی گنجائش نہیں۔ مگر ہاں چوتھے طریق پر بادی النظر میں یہ شبہ وارد ہوتا ہے۔ کہ پیشگوئی کی شرط کو تیسرے طریق کے طور پر واضح کیوں نہ کیا جاوے۔ مخفی کیوں رکھا جائے۔ سو اسکا جواب یہ ہے۔ کہ جب قرآن مجید کے نص صریح سے یہ شرط بطور اصول کے بیان کر دیگئی ہے کہ حالات بدلنے سے اقتداری پیشگوئیوں میں قدرت نمائی کی صورت بدل جاتی ہے اور عقل انسانی کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ ایسا ہونا چاہئے۔ کیونکہ اگر یہ نہ مانا جاوے۔ تو اصل غرض فوت ہو کر خدا کی بعض صفات کا انکار کرنا پڑتا ہے۔ تو پھر ہرگز ضروری نہیں کہ یہ شرط ہر پیشگوئی میں واضح طور پر بیان کیجاوے۔ خصوصاً جب ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ایمان کے راستے میں خدا کی یہ سنت ہے کہ بعض اخفا کے پردے بھی رکھے جاتے ہیں اور ایمان کے ابتدائی مدارج میں شہود کا رنگ نہیں پیدا کیا جاتا۔ اور یہاں تو پیشگوئی کے الفاظ ہی اسکے شرطی ہونے کو ظاہر کر رہے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ سارا اعتراض پیشگوئی کی غرض نہ سمجھنے کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے کیونکہ بدقسمتی سے یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ پیشگوئی کی غرض یہ تھی۔ کہ علم الٰہی کے ماتحت محمدی بیگم حضرت صاحب کے نکاح میں آجاوے اور بس۔ حالانکہ یہ غرض ہرگز نہ تھی بلکہ غرض یہ تھی کہ حضرت صاحب کے قریبی رشتہ داروں کو اقتداری نشان دکھایا جاوے۔ اور مرزا احمد بیگ اور مرزا سلطان محمد کا ہلاک ہونا۔ اور محمدی بیگم کا حضرت صاحب کے عقد میں آنا اسوقت کے حالات کے ماتحت اس قدرت نمائی کیلئے بطور علامات کے تھے۔ نہ کہ

مقصود بالذات ہیں۔ اسی وجہ سے آپ اکثر محمدی بیگم کی حیض والی سلوار سونگھا کرتے تھے

اگر اسجگہ یہ شبہ پیدا ہو کہ حضرت صاحب کے بعض الہامات میں ہے کہ محمدی بیگم بالآخر تیریطرف لوٹائی جاویگی اور تمام روکیں دور کیجاویگی وغیرہ وغیرہ اور اسکو تقدیر مبرم کے طور پر ظاہر کیا گیا تھا۔ تو اسکا یہ جواب ہے کہ اول تو یہ قطعی طور پر ثابت کرنا چاہئیے۔ کہ یہ سب الہامات حضرت مسیح موعود اور محمدی بیگم ہی کے متعلق ہیں۔ دوسرے اگر یہ سب الہامات محمدی بیگم اور حضرت صاحب ہی کے متعلق ہوں۔ تو پھر بھی ان کو الگ الگ مستقل الہامات سمجھنا سخت نادانی ہے بلکہ یہ سارے الہامات ابتدائی الہامات کے ساتھ ملحق اور اسکے ماتحت سمجھے جاوینگے۔ اور ان سبکو یکجائی طور پر سامنے رکھکر کوئی رائے قائم کرنی پڑیگی اور ابتدائی الہام کو اصل قرار دینا ہوگا اور باقی بعد کے سب الہامات کو اس اصل کی شاخیں سمجھنا ہوگا۔ اب اس اصول کو مدِ نظر رکھکر تمام پیشگوئی پر غور کریں تو صاف پتہ لگ رہا ہے کہ حضرت صاحب کو یہ حکم تھا کہ محمدی بیگم کے متعلق سلسلہ جنبانی کر۔ اگر انہوں نے مان لیا تو یہ انکے واسطے ایک رحمت کا نشان ہوگا۔ اور اگر لڑکی کا کسی دوسری جگہ نکاح کر دیا۔ تو یہ انکے لئے ایک عذاب کا نشان ہوگا۔ اور اس صورت میں لڑکی کا والد تین سال میں اور لڑکی کا خاوند ڈھائی سال میں مر جائینگے۔ اور لڑکی بالآخر تیریطرف لوٹائی جاویگی اور تمام روکیں دُور کیجاویگی وغیرہ وغیرہ۔ اب ظاہر ہے کہ لڑکی کے حضرت صاحب کیطرف لوٹائے جانے اور روکوں کے دُور ہونیکو مرزا سلطان محمد کے ہلاک ہونے سے تعلق ہے اور یہ باتیں اسکے ماتحت ہیں نہ کہ مستقل۔ یعنی جب اُس وقت کے حالات کے ماتحت مرزا سلطان محمد کی ہلاکت کی پیشگوئی ہوئی۔ اور قدرت نمائی کو اس کی ہلاکت کی صورت کے ساتھ وابستہ کیا گیا۔ تو اسکے نتیجہ میں جو باتیں ظہور میں آنی تھیں اُنکا بھی اظہار کیا گیا۔ یعنی یہ کہ مرزا سلطان محمد کی وفات ہوگی۔ اور ان کی زندگی کی وجہ سے جو روکیں ہیں اور نیز دوسری روکیں وہ دُور ہونگی اور پھر لڑکی تیرے گھر آئیگی۔ گویا یہ سب باتیں مرزا سلطان محمد کی ہلاکت کی شق کو مدنظر رکھکر بیان کی گئی تھیں۔ اور جس طرح ہلاکت کے مقابل کی شق یعنے بچائے جانے کو مخفی رکھا گیا۔ اسی طرح بچا[illegible]کے بعد جو کچھ وقوع میں آنا تھا۔ اسکو بھی مخفی

رجوع نہ کرے یا اس قسم کے کوئی اور الفاظ ہوتے تا لوگ پیشگوئی کو قطعی نہ سمجھتے۔ **چہارم:۔** موجودہ حالات پر حکم لگا دیا جاتا پھر اگر وہ حالات قائم رہتے تو وہی حکم وقوع میں آتا اور اگر حالات بدل جاتے تو نئے حالات کے مناسب حال حکم وقوع میں آتا۔ یہ وہ چار رستے تھے جو امکاناً اختیار کئے جا سکتے تھے لیکن ہر ایک عقل مند سوچ سکتا ہے کہ مقدم الذکر دو طریق قدرت نمائی کے منشاء کے منافی ہیں۔ کیونکہ پہلی صورت میں تو پیشگوئی قدرت نمائی کے دائرہ سے نکل کر اظہار علم ازلی کے دائرہ میں آجاتی ہے۔ کیونکہ جب پیشگوئی فریق مخالف کی خاص متمردانہ حالت پر مبنی تھی تو اس صورت میں حالات کو نظر انداز کرنا اس کو قدرت نمائی کے دائرہ سے خارج کر دیتا ہے۔ ہاں اگر اس کی بنیاد فریق متعلقہ کی کسی حالت پر نہ ہوتی تو پھر بے شک حالات اور ان کا تغیر نظر انداز کئے جا سکتے تھے مگر اس صورت میں پیشگوئی اظہار قدرت کیلئے نہ رہتی بلکہ علم ازلی کے اظہار کے ماتحت آجاتی اور پیشگوئی کی اصل غرض ہی فوت ہو جاتی۔ اور اگر دوسرے طریق کو اختیار کیا جاتا تو یہ بات علاوہ کمال قدرت نمائی کے منافی اور سنت اللہ کے مخالف ہونے کے خدا کی مقدس ذات پر سخت اعتراض کا موجب ہوتی اور اس صورت میں بھی اصل غرض پیشگوئی کی باطل ہو جاتی۔ پس لامحالہ پیشگوئی کی غرض اظہار قدرت نمائی ثابت ہونے کے بعد ہم کو مؤخر الذکر دو طریقوں میں محدود ہونا پڑے گا اور یہ دونوں طریق ایسے ہیں کہ سنت اللہ سے ثابت ہیں۔ تیسرے طریق پر تو کسی جرح کی گنجائش نہیں مگر ہاں چوتھے طریق پر بادی النظر میں یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ پیشگوئی کی شرط کو تیسرے طریق کے طور پر واضح کیوں نہ کیا جاوے مخفی کیوں رکھا جائے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ جب قرآن مجید کے نص صریح سے یہ شرط بطور اصول کے بیان کر دی گئی ہے کہ حالات کے بدلنے سے اقتداری پیشگوئیوں میں قدرت نمائی کی صورت بدل جاتی ہے اور عقل انسانی کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ ایسا ہونا چاہیے کیونکہ اگر یہ نہ مانا جاوے تو اصل غرض فوت ہو کر خدا کی بعض صفات کا انکار کرنا پڑتا ہے تو پھر ہرگز ضروری نہیں کہ یہ شرط ہر پیشگوئی میں واضح طور پر بیان کی جاوے۔ خصوصاً جب ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ ایمان کے راستے میں خدا کی یہ سنت ہے کہ بعض اخفا کے پردے بھی رکھے جاتے ہیں اور ایمان کے ابتدائی مدارج میں شہود کا رنگ نہیں پیدا کیا جاتا اور یہاں تو پیشگوئی کے الفاظ ہی اس کے شرطی ہونے کو ظاہر کر رہے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ سارا اعتراض پیشگوئی کی غرض نہ سمجھنے کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہے کیونکہ بدقسمتی سے

یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ پیشگوئی کی غرض یہ تھی کہ علم الٰہی کے ماتحت محمدی بیگم حضرت صاحب کے نکاح میں آ جاوے اور بس۔ حالانکہ یہ غرض ہرگز نہ تھی بلکہ غرض یہ تھی کہ حضرت صاحب کے قریبی رشتہ داروں کو اقتداری نشان دکھایا جاوے اور مرزا احمد بیگ اور مرزا سلطان محمد کا ہلاک ہونا اور محمدی بیگم کا حضرت صاحب کے عقد میں آنا اس وقت کے حالات کے ماتحت اس قدرت نمائی کیلئے بطور علامات کے تھے نہ کہ مقصود بالذّات۔

اگر اس جگہ یہ شبہ پیدا ہو کہ حضرت صاحب کے بعض الہامات میں ہے کہ محمدی بیگم بالآخر تیری طرف لوٹائی جاوے گی اور تمام روکیں دور کی جاویں گی وغیرہ وغیرہ۔ اور اس کو تقدیر مبرم کے طور پر ظاہر کیا گیا تھا تو اس کا یہ جواب ہے کہ اوّل تو یہ قطعی طور پر ثابت کرنا چاہیے کہ یہ سب الہامات حضرت مسیح موعودؑ اور محمدی بیگم کے ہی متعلق ہیں۔ دوسرے اگر یہ سب الہامات محمدی بیگم اور حضرت صاحب ہی کے متعلق ہوں تو پھر بھی ان کو الگ الگ مستقل الہامات سمجھنا سخت نادانی ہے۔ بلکہ یہ سارے الہامات ابتدائی الہامات کے ساتھ ملحق اور اس کے ماتحت سمجھے جاویں گے۔ اور ان سب کو یکجائی طور پر سامنے رکھ کر کوئی رائے قائم کرنی پڑے گی اور ابتدائی الہام کو اصل قرار دینا ہوگا اور باقی بعد کے سب الہامات گو اس اصل کی شاخیں سمجھنا ہوگا۔ اب اس اصول کو مدنظر رکھ کر تمام پیشگوئی پر غور کریں تو صاف پتہ لگ رہا ہے کہ حضرت صاحب کو یہ حکم تھا کہ محمدی بیگم کے متعلق سلسلہ جنبانی کر اگر انہوں نے مان لیا تو یہ ان کے واسطے ایک رحمت کا نشان ہوگا اور اگر لڑکی کا کسی دوسری جگہ نکاح کر دیا تو یہ انکے لئے ایک عذاب کا نشان ہوگا اور اس صورت میں لڑکی کا والد تین سال میں اور لڑکی کا خاوند ڈھائی سال میں مر جائیں گے۔ اور لڑکی بالآخر تیری طرف لوٹائی جاوے گی اور تمام روکیں دور کی جاویں گی وغیرہ وغیرہ۔ اب ظاہر ہے کہ لڑکی کے حضرت صاحب کی طرف لوٹائے جانے اور روکوں کے دور ہونے کو مرزا سلطان محمد کے ہلاک ہونے سے تعلق ہے اور یہ باتیں اسکے ماتحت ہیں نہ کہ مستقل۔ یعنی جب اس وقت کے حالات کے ماتحت مرزا سلطان محمد کی ہلاکت کی پیشگوئی ہوئی اور قدرت نمائی کو اس کی ہلاکت کی صورت کے ساتھ وابستہ کیا گیا تو اس کے نتیجہ میں جو باتیں ظہور میں آنی تھیں ان کا بھی اظہار کیا گیا۔ یعنی یہ کہ مرزا سلطان محمد کی وفات ہوگی اور ان کی زندگی کی وجہ

اپیل برائے مالی معاونت

جامعہ ختمِ نبوت گوجرانوالہ میں تقابل ادیان ومذاہب اور درسِ نظامی کی اعلیٰ تعلیم جاری ہے، جہاں طلبہ کو دینی وعلمی میدان میں مضبوط بنیاد فراہم کی جاتی ہے۔موجودہ دور کی شدید مہنگائی کے باعث جامعہ کے تعلیمی وانتظامی اخراجات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ان حالات میں ہم مخیر حضرات سے دل کی گہرائیوں سے اپیل کرتے ہیں کہ ماہانہ بنیادوں پر 30،20 یا 50 ڈالر (یا اپنی استطاعت کے مطابق) مستقل معاونت فرما کر اس صدقۂ جاریہ میں حصہ لیں۔آپ کا تھوڑا سا تعاون بھی ہمارے طلبہ کی تعلیم اور جامعہ کے انتظامات کے لیے بہت بڑی مدد ثابت ہوسکتا ہے۔فنڈز ارسال کرنے کے لیے جامعہ کا بینک اکاؤنٹ، جیز کیش، یا ایزی پیسہ نمبر درج ذیل ہے: (00923247448814) اللہ تعالیٰ آپ کے رزق میں برکت، صحت وسلامتی، اور دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

مخیر حضرات متوجہ ہوں!

مخیر حضرات سے گزارش ہے کہ ہمارے اس رسالے اور دیگر دینی مطبوعات کی اشاعت میں تعاون فرمائیں، تاکہ یہ کتب مسلمانانِ اہلِ حق کے لیے قادیانیت کے فتنہ کو سمجھنے اور اپنے عقائد کے تحفظ میں مؤثر ثابت ہوں۔اگر آپ اس رسالے کی طباعت میں حصہ لینا چاہیں تو براہِ کرم ہمارے فراہم کردہ واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔


+923247448814